

لانسر ٹھٹھک کر دک گیا۔ عمران اچھل کر سائیڈ سے ہو کر برآمدے میں چڑھ آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شیش کی جلی جیپ کہ لانسر کا دیو اور بندہ اٹھنے پر آمے کے دوسرے کونے میں کھڑا مسرت آمیز لہجے میں مسلسل چیخ پیچ کئے جا رہا تھا۔ یہی کہتاں بند تھا۔ ادھر تو سی جیکل جیشی فیلیا کو بازو سے پکڑے بڑی طرح گھیشا ہوا برآمدے میں لے آیا۔ یہ وہی جیشی تھا جسے لانسر نے دشمنان سے کوئی ماری تھی۔ لانسر کے جونٹ ٹرچی طرح جھپٹے ہوئے تھے۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر انہوں نے کس طرح اس کی یہ دانتش گاہ کا شش کوئی۔ مگر اس دانتش گاہ کا پتہ اُسے اور فیلیا کے علاوہ اور کسی کو نہ تھا۔ اس جیشی کے ساتھ وہ ٹائیگر بھی تھا۔

اب دونوں کو اندر گھرے میں لے چلو۔ عمران نے جزدن سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے فیلیا کو لانسر کی طرف دھکیلیں کر دوسرے ہاتھ میں موجود دیو اور سب بھا کر لیا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں بھی دیو اور موجود تھا۔

تم کیا چاہتے ہو۔ لانسر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ اس کے بلے میں کچی سی کھنی تھی۔ میں تو بعد میں چاہوں گا۔ فی الحال تو یہ کہتاں صاحب کچے چاہتے ہیں جسے تم نے کوئی ماری تھی اس کے بعد جزدن چلے گا۔ یہ بھی تہاہاری گولی کا شکار بنا تھا۔ اگر دونوں سے بچ بچا گئے تو پھر ٹائیگر کے چلنے کی بادی آئے گی۔ میرا غرض تو شاید یہی آئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب ایک بڑے گھرے میں پہنچ گئے تھے۔

سنو علی عمران۔ میری مرضی کے خلاف تم مجھ سے کچھ نہیں حاصل کر سکتے۔ جگے۔ اب تم مجھ سے کچھ سودا بازی کرنا چاہو تو دوسری بات ہے۔ لانسر نے جسے غموس بلے میں کہا۔

سودے بازی۔ وہ کیا ہوتی ہے۔ شطرنج کی بازی۔ شمش کی بازی تو سنی تھی۔ یہ سودے بازی کیا ہوتی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور لانسر نے جونٹ ابھینچ لئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اس نے قیامت تک ذوق لے کر فیصلہ کر لیا ہو۔

کہتاں۔ تم اس حد تک کی شامشی اور شاہ کیوں تہاہارے آٹاکا ٹوڑ اٹھ چلے۔ خاکینو تم بھی کہتاں کے ساتھ جاؤ۔ عمران نے بلند اور شاہیگر سے کہا۔

اور کہتاں بندہ چیخ پیچ کرتا اچھل کر گھر سے باہر نکل گیا۔ جینگر اس کے پیچھے تھا۔

تم وہ دونوں اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اگر کہتاں بندہ کا سیاب لوٹا تو تہاہارے سانس اسی طرح پھٹے رہیں گے وہ نہ..... عمران نے ایک گھنٹ خفیہ دھوئے ہوئے کہے کہا۔

تم خواہ غراہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ لانسر نے برا سا ملنے ملتے ہوئے کہا۔

اسٹر۔ اس کی زبان ضرورت سے ذرا دھیل رہی ہے۔ ایک طرف کھڑے جزدن نے گھنٹ بلے میں کہا۔

زبان جوتی ہی چلنے کے لئے ہے جزدن۔ مسکو تو جب بتانا کہ وہاں زبان چلنے سے مک جاتی ہے۔ عمران نے مسکرا کر جواب

دیتے ہوئے کہا۔
 "تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔" لانس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"تیار ایشیال تھا کہ تم ان غزموں کے ساتھ کام میں بیٹھ کر اہلیان سے یہاں پہنچ جاؤ گے اور وہیں ایک نہیں کیا جاسکے گا۔ یہ ایک شیا ہے مشرق لانس نامک لینڈ نہیں ہے۔" عمران نے سمجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم نے ہمیں چبا کر لیا تھا۔ لیکن تیار ہی جیڑیں آکر ہیں نظر نہیں آتی تھیں۔" لانس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "جیڑوں سے زیادہ تیز چاڑی آنکھیں ہوتی ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لمحے کپتان بندر اندہ داخل ہوا۔ اداس نے مخصوص انداز میں چیخ پیچ کرتے ہوئے اٹھارہ میں صرلا دیا۔ ٹائیگر بھی غالی ٹانگہ اندر آیا تھا۔
 "ہو بند مشرق لانس اب تم شرافت سے وہ ڈھپ ہمارے حوالے کر دو جو تم نے اس بندہ کو گوئی مار کر چھینا تھا۔" عمران کا لہجہ ایک لذت کوخت چمکیا۔

"ڈبیر۔ میرے پاس کوئی ڈبیر نہیں ہے۔ وہ تو وہیں جنگل میں ہی گر گیا تھا۔" لانس نے بھی مسکراتے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی صورت میں بھی کچھ نہ تباہنے کا فیصلہ کر چکا ہو۔

"جوزن۔ ان غزموں کو اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ ورنہ یہ غواہ غواہ

صورت حال دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گی۔ خوب صورت صورت کا دل پڑا لڑک ہو تا ہے۔" عمران نے جوزن سے مخاطب ہو کر کہا۔
 اور جوزن نے آگے بڑھ کر سونے پر بیٹھی ہوئی فیلیا کا بازو پکڑ کر اسے اٹھا لیا۔ فیلیا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ نگرد سرے لمحے اس نے حیرت انگیز ہمدردی کا ثبوت دیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوٹی۔ اور جوزن کے ہاتھ میں کچا ہوا دیو اور اس کے ہاتھ سے نکل کر دوڑ جا کر اس کے پیچھے کھڑا ہوا، بیگز ایک لذت چھینا ہوا اس کے سر کے اوپر سے گزر کر اس کے سامنے کھڑے عمران سے ہنسی قوت سے آٹھرایا۔ لانس نے جیگر کو گدھوں سے پکڑ کر آگے کی طرف اچھال دیا تھا۔

اور پھر کمرے میں ایک وقت دو جیڑیں بند ہوئیں۔ ایک چیخ فیلیا کے حق سے نکلی تھی کیونکہ گدھہ اور دھکے پی جوزن کا اٹھنا ایک پوری قوت سے فیلیا کی گردن پر پڑا تھا۔ اور وہ چپٹی ہوئی کسی ٹیبلہ کی طرح سائید کی دیوار سے جا ٹھکرائی تھی۔ جب کہ دوسری چیخ لانس کے حق سے نکلی تھی۔ عمران نے ٹائیگر کو بالکل اسی طرح داپس اچھال دیا تھا جس طرح لانس نے اسے اچھال دیا تھا۔ اور ٹائیگر پوری قوت سے دھرت لانس سے جا ٹھکرایا تھا۔ پھر اس نے اپنے سر کی جھریو دگر بھی اس کے سینے پر مار دی تھی۔ اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر پیچھے گئے اور نیچے گرتے ہی ٹائیگر کے جسم نے بازی گدھوں کے سے انداز میں اپنی ٹانگہ بازی کھائی اور وہ لانس کے پیچھے ایک بار پھر اسی طرح کھڑا تھا جیسے لانس کے اچھالنے سے پہلے تھا۔

نیل دوار سے نکلا کہ بچے گری تو اٹھ ہی نہ سکی تھی۔ جوت کا خونک
 لٹھ لک اس کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ لاسر بھی بچے گرتے ہی
 تیر سی سے اٹھنے لگا۔ لیکن پھر جیسے بجلی کو نہرتی ہے۔ اس طرح کپتان بند
 اپنی جگہ سے اچھلا۔ اور دوسرے نے لاسر کے حق سے اتنی ندرہ
 پہنچ گئی کہ کمرہ کوچ اٹھا۔ کپتان بند۔ اس کے منہ پر پوری قوت سے
 پنجہ مارتے ہوئے دوسری طرف جا کھڑا ہوا تھا۔ لاسر نے بے اختیار
 دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ اس کا پورا چہرہ غراخوں سے بھر
 گیا تھا۔ جن میں سے خون نکلتے نکلتے نکلتا تھا۔ کپتان بند نے اس کا چہرہ
 اور چوک رکھ دیا تھا۔

”میں نے کہا تھا کہ پہلے یہ لوگ چاہیں گے۔ میرا تو نمبر ہی نہ آئے
 گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تم کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ جو تہا راجی
 چاہتا ہے کرو۔ مارا الو۔ جی بھر کر تشہد کرو۔ جو چاہے کرو۔“

لاسر نے برسی طرح پیچھے ہٹے ہوئے کہا۔
 ”سب لوگ ہٹ جائیں۔ لاسر شیک کہہ رہا ہے۔ میں اس کی
 ٹائپ سمجھ گیا ہوں۔ یہ وہ جوت نہیں جو مارے بھاگ جلتے۔“

اچانک عمران کے سر پر ہاتھ پڑا۔
 اور کپتان بند صحبت اس کے ساتھی جو لاسر کے گرد تعزینا گھیرا
 ڈالے کھڑے تھے یک ٹھٹ چبھے ہٹے گئے۔ اور لاسر انہیں اس
 طرح چبھے ہٹے دیکھ کر جبر سے انہیں دیکھنے لگا۔ جیسے اُس سے تعین
 نہ آ رہا ہو۔

عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سنسنی لگی ہانگیر کی طرف اچھال

دی۔

یہ تہا راجی خوش قسمت ہے لاسر کہ میرا نمبر آ گیا ہے۔ میں ان
 سب میں ضرورت سے زیادہ دھم دل مشہور ہوں۔ عمران نے
 لاسر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اطمینان بھرے کلمے کہے۔ اور
 لاسر اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ادھر اہوا
 چہرہ خاصا ہیبا لک رکھا تھا۔ لیکن وہ اب پوری طرح ٹوٹنے کے
 موافق نظر آ رہا تھا۔

عمران اس کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس کی تیز نظریں لاسر کے
 ہونٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ لاسر بھی ہونٹ پیچھے عمران کو دیکھ رہا تھا۔
 اس کا جسم تنہا ہوا تھا۔ جیسے وہ عمران کی طرف سے ہونے والے موقع
 خطرے کے دفاع کے لئے پوری طرح تیار ہو۔ کمرے میں گھبرا
 سکتا طوری ہو گیا تھا۔ ایسا گھبرا سکت کہ دل کی دھڑکنیں صاف سنائی
 دینے لگی تھیں۔ لاسر کے چہرے پر صدمہ نہ رہی اور سپاٹ چن مٹایاں
 نکلا۔ نیلی آنکھوں میں چمک رہی چٹاؤں جیسی سنی اجڑائی تھی۔

”یاد شاہی کے لئے تمہیں آبی ہوئی ہوگی پسند آتی تھی۔ جو ایک ہی کتے
 میں میں جو گئی۔“ اچانک عمران کی منگوائی ہوئی آواز گونے میں
 گونگی اور ساقول پر چھایا ہوا سکوت یک ٹھٹ نرمی میں چل گیا۔ لاسر
 کے تھے ہوئے اخصاب لاشعور سی طور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اور تانگر
 کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دیکھ آئی۔

”نیل دوار میری جیسی نہیں ہے۔ حرف، دست اور دھنسی بھی صرف

کوششیں شروع کر دیں۔ وہ وہ پلے گئے۔ فیلیا نے جوش میں آتے ہی کہا کہ

”بھراؤ ہر دیکھتے ہوئے کہا ادھر پھر جلدی سے اپنی گردن مٹانے لگی۔“

”میں انہیں اتنا کمزور نہ سمجھتا تھا کہ تم ایک ہی کئے سے بے جوش

ہو گئیں۔“ لانس نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ مکہ تھا۔ اس خوف ناک جوش کے کئے سے مجھے یوں محسوس

ہوا جیسے چار یا پانچ میری گردن سے اکٹرا یا ہو۔“ فیلیا نے مسلسل

اپنی گردن مٹاتے ہوئے کہا۔

اور لانس اس طرح ٹھٹھکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے

لئے دسیور اٹھا دیا لیکن پھر کچھ سوچ کر دسیور مٹا دیا۔ اور فیلیا کی

طرف مڑا۔

”اب خطر ختم ہو چکا ہے۔ اس نے آؤ کسی کھینے میں چل کر کچھ پانی پلا

لیں۔“ لانس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں کیا کہہ مجھے بھی تو بتاؤ۔“ فیلیا نے کہا۔

”میں انہیں یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا ہوں کہ راز پاکیشیا

سے باہر جانے کا ہے۔ اب وہ ناک لپیٹ جا کر اسے حاصل کرتے پھر ہی

گئے۔ ان میں انہیں ایسی جہت ناک مڑا دیں گا کہ ان کی دھڑکیں

صدیوں تک بیٹھتی رہیں گی۔“ لانس نے کہا۔ اور فیلیا نے صبر

بجایا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کا درمیان چل کر کوٹلی سے نکلے اور تیزی

سے خیمہ کی طرف بڑھنے لگے۔ لانس نے ایک چوک پر مڑتے ہی

ایک سیاہ رنگ کی کار کا پتہ تعاقب میں آتے چیک کر لیا۔ اور اس کے لمبوں

پر طنز و مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

”یہ واقعی احمقوں کے سرور ہیں۔“ لانس نے بڑبڑاتے ہوئے

کہا۔

”کون۔“ کے کہہ رہے ہو۔“ فیلیا نے چٹک کر پوچھا۔

”میں پابکیشیا سیکرٹ سروس والے۔ احمق یہ سمجھ کر میری نگاہی کر

رہے ہیں کہ میں یہ جان جا کر وہ راز حاصل کر دیں گا اور وہ مجھ سے اسے

بھیٹ لیں گے۔ جو ہند۔ انہوں نے نامک لینڈ کے سپرائیٹ کو بالکل ہی

ڈاڑھی سمجھ لیا ہے۔“ لانس نے حشرات بھرے ہلچلے میں کہا۔

چند لمحوں بعد اس نے کار ایک کپلے کے ساتھ مدد کی اور دونوں

بچے آخر کار اندر داخل ہو گئے۔ خاصا جدید قسم کا کپلے تھا۔ ایک کونے میں

موجود ایک تسک نشت منہلے ہی لانس نے کھانے پینے کے لئے

کافی سامان کا آرڈر دیا۔

”لیکن اب تنہا رہا یہ دگرام کیا ہے۔“ ویٹر کے جانے کے بعد

فیلیا نے پوچھا۔

”پر دگرام کیا ہوتا ہے بس راک لینڈ اس مجلس گئے۔“ لانس

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اُمی نے اس نے ٹائیٹر کی ایک جھلک دیکھ لی

کے دوران سے پر دیکھی۔ لیکن وہ اندر نہ آیا تھا۔“ لانس کے لمبوں پر مسکراہٹ

ابھر آئی۔ ویٹر نے آؤ راک سامان میز پر سر کیا اور وہ دونوں اطمینان

سے کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔

”ویٹر۔“ لانس نے ایک لمب قرب سے گزرتے ہوئے ویٹر

کہا۔
 "میں سر۔۔۔ دیر نے قریب آکر خود باد پلے میں کہا۔
 "فیضانِ میر تک آسکا ہے۔۔۔ دیر نے پوچھا۔

"میں سر۔۔۔ ضرور۔۔۔ دیر نے کہا اور تیزی سے واپس
 چلی۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیلی فون سیٹ اٹھانے واپس آیا۔ اس نے سیٹ
 میز پر رکھا اور اس کا چنگ میز کے ایک پائے میں لٹکے ہوئے ہولڈر میں
 لگا دیا اور خود واپس چلا گیا۔ دیر نے ایک لمحے کے لئے لوہو کو دھر
 کا جائزہ لیا۔ اور پھر دسیور شاہکار اس نے جلدی سے تارک لینڈ کے
 سخلات غلے کے سیکڑ سبکو ٹری مارش کے نمبر گھماتے۔
 "میں۔۔۔ سیکڑ سبکو ٹری مارش سپیکنگ فرام تارک لینڈ
 ایسیسی۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے مارش کی آواز سنائی
 دی۔

"میں دیر بول رہا ہوں۔۔۔ دیر ہیٹھ کے بارے میں کیا اطلاع ہے؟
 دیر نے پوچھا۔

"وہ آج ہی چند گھنٹوں بعد یہاں پہنچ رہے ہیں جناب۔
 دوسری طرف سے مارش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو خور سے میری بات سنو۔۔۔ میں چیل میں سے وہ راز جو
 ایک چنگیلے ڈبے میں بند ہے وہ خون نہ پلنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ جو
 خون نہ پلے تھا۔ میں نے اسے اپنی جان پر کیلی کرنا کیشیا سیکرٹ سروس
 سے چھین لیا ہے۔ اور اب وہ باگوں کی طرح سرگراہ پھر رہے ہیں۔"

میں نے اسے دوبارہ چیل میں پھینک دیا ہے۔ تم ایسا کرو ایک غلط خود کو
 اپنے ہمارے جاؤ اور میز و جنگل کے وسط میں واقع چیل سے وہ ڈبہ
 نکال کر اسے فوری طور پر سفارت خانے کے بیچک کے ذریعے تارک لینڈ
 روانہ کرو۔۔۔ لیکن انتہائی حق باطل چلتے سے۔ اب دیر ہیٹھ کی ضرورت
 باقی نہیں رہی۔ کام میں نے خود مکمل کر لیا ہے۔۔۔ دیر نے دے دیے
 پلے میں کہا۔

"اور میں سر۔۔۔ ٹھیک ہے سر۔۔۔ مارش کی خوشی سے چمکتی ہوئی
 آواز سنائی دی۔

"میں نے پانچویں سیکرٹ سروس کو پکڑ دیا ہے کہ راز کا کیشیا
 باہر چلا گیا ہے۔ لیکن جب تک میں یہاں موجود ہوں ہو سکتا ہے انہیں
 میری بات پر یقین نہ آئے۔ اس لئے تم خود اس راز کو حاصل کر کے
 کسی بھی طرح جبراد۔ اور سنو۔ جب یہ کام ہو جائے تو مجھے دن۔ ٹو
 نو۔۔۔ تقری۔ سکس۔ ٹو پون فون کے بتا دینا۔۔۔ دیر نے اس
 سے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں نے نمبر نوٹ کر لئے ہیں۔ لیکن کیا آپ بھی
 چیل پر آئیں گے۔۔۔ مارش نے پوچھا۔

"ابھی آدمی۔۔۔ اگر میں خود وہاں جا سکتا تو پھر تمہیں کہنے کی کیا
 ضرورت تھی۔ اس لئے تمہیں بھیج رہا ہوں۔ اور سنو۔ خیال رکھنا جو
 سکا ہے وہ لوگ جنگل میں اسے تلاش کر رہے ہوں۔ ہر طرف سے غلے
 جو کہ یہ کام کرنا۔۔۔ وہ دسارا کیلیں جو کہ پلے کا۔۔۔ دیر نے کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں جناب۔۔۔ میں انتہائی حق باطل ہوں گا اور یہ۔"

آواز سنائی دے۔

”مہر زکی طرف سے کوئی رد پٹ نہ۔“ عمران نے سنجیدہ لہجہ میں

پوچھا۔

”اوپر عمران صاحب۔ وہ سب ناراک لینڈ کے سفارت خانے کی نگہبانی کر رہے ہیں۔ وہاں سے نکلنے والے اور جانے والے ہر شخص کی ٹیکس بھی چیک کرنی چاہیے۔ آدھی یا بات سامنے نہیں آتی۔“ بیکار زید نے اس بار پیشہ اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فائرنگس نے تلاش کر لیا ہے۔ ٹیکس دہشہ فائرنگس کے پاس نہیں ہے۔ اور خبری اس نے اُسے کوشش میں چھپا رکھا ہے۔ اس نے تو بے یقین دہشہ کی کوشش کی ہے کہ وہ پابکیش سے باہر جا چکا ہے۔ ٹیکس اس کا بھرتا دیا تھا کہ وہ غلط گھر رہا ہے۔“ فائرنگس ناراک لینڈ کا کوئی پیشہ ور نہیں ہے۔ اور ایسے لوگ خود بھی طوری پر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ اس نے ان پر کسی قسم کا تشدد کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ ان کے مقابلے میں اگر شخص استعمال کی جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اس نے میں اسے چھوڑ کر دھاریں چلا آیا ہوں۔ البتہ میں نے ٹانگہ لگا کر اس کی کھلی نگہبانی پر لگا دیا ہے۔ اس نگہبانی کی وجہ سے فائرنگس خود اس جگہ نہیں جانے کا جواں اس نے دماغ چھپا رکھا ہے۔ اب وہ اپنی جگہ کسی اور کو استعمال کرے گا۔ اور جگہ کر کے رابرٹ کے احواز کے سلسلہ میں ناراک لینڈ کا سفارت خانہ پروری طرح حادثہ تھا۔ اس نے مجھے یقین ہے کہ وہ ابھی ہوئی جگہ سے اس لیے کو برآمد کرنے کے لئے سفارت خانہ کو بھی استعمال کرے گا۔ اس نے تم ایسا کہ وہ مہر زکی کو پروری طرح چوکھا کہ وہ کہ سفارت خانے میں

سے ہو بھی سکے اس کی پروری اور مکمل نگہبانی اس طرح کی جائے کہ اُسے آخر تک احساس نہ ہو سکے۔“ عمران نے بیکار زید کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

”ٹیکس بے میں کہہ دیتا ہوں۔ وہ پہلے ہی نگہبانی کر رہے ہیں اب مزید محتاط ہو جائیں گے۔“ بیکار زید نے جواب دیا۔

”کوئی بھی مشکوک صورت حال سامنے آئے تو مجھے فوراً دانا دانا اس میں کال کر دینا اور۔“ کے۔“ عمران نے کہا اور دس سو روپے کو وہ واپس مڑا۔ اور پھر کرنل رابرٹ کے پاس آکر پہنچ گیا۔ اور اس نے مختصر طور پر فائرنگس ہونے والی طقات کے بارے میں انہیں بتایا۔

”ہاں اس طرح وہ جاہل ہیں تو بھٹس سکتا ہے لیکن وہ بے حد بھیا راہ چاکلہ آدمی ہے۔ جو سکتا ہے وہ بھی دانا کھیل دیا جو۔ اور ایک بار ایک دن ناراک لینڈ پہنچ گیا تو پھر اس کی دہشہ نامکمل ہو گئی۔“ کرنل رابرٹ نے تشویش بھری لہجے میں کہا۔

”کرنل رابرٹ۔“ آپ کو یہ ساری باتیں بتانے کا ایک مقصد ہے۔ آپ اگر پروری طرح تعداد کو سن تو جو سکتا ہے ہم خود ایک دن کو وہ مشہور نکالیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ کیا خیال ہے کہ میں تم لوگوں سے تعداد نہیں کر دیتا۔“ کرنل رابرٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ نے جویا کا جھوٹا تو نہیں بنی لیا۔“ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”جویا کا جھوٹا۔“ کیا مطلب۔“ کوئی جویا اور کیا جھوٹا۔“

کرنی دابڑ تھا۔ کرنی دابڑ نے جواب دیا۔

عمران نے حبیب سے ایک نقشہ نکال کر گت میز پر بچھا دیا۔

اب نقشہ دیکھ کر بتاؤ کہ لائسنس کی کار تھیں کہاں می جی جی۔ عمران نے کہا اورو بند پہلے تو خور سے نقشہ کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ کسی کے ہانڈ سے انکر میز پر آیا اور اس نے اپنے پیچے کی ایک انٹلی ایک بنگلہ دکھ دی۔

تم یہاں کچھ کس بات سے پہنچے تھے۔ عمران نے پوچھا اور

کپتان بند نے انٹلی کے اشارے سے جنگل کا اندر دنی راستہ بتا دیا۔

نیکاس بے میں کھو گیا کرنی یہاں لائسنس کی خالی حبیب ملی ہے۔ اس

کے بعد میں نے اور میرے ساتھیوں نے جنگل کا یہ سارا علاقہ چھان مارا۔

کپتان بتا رہا ہے کہ لائسنس کی کار اور سرت آخر ہی جی جو کہ جنگل کا جتنی حصہ ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ لائسنس یہاں حبیب چھوڑ کر سائیکل سے ہوتا ہوا واپس چلا

اور پھر جتنی پہاڑیوں سے گزر کر وہ یہاں جنگل میں آیا ہو گا۔ یہاں شاید

اس کی ساتھی عورت فیلیا کا رہنے کا موجود ہو گی۔ اور اس طرح وہ سڑک سے

ہوتے ہوئے یہاں پہنچے یہاں سے کپتان ان کی کار پر سوار ہوا اور پھر ان

کی رہائش گاہ تک پہنچا۔ اس کا مطلب ہے کہ لائسنس نے وہاں لٹا

جنگل کے جتنی حصہ میں کہیں چھپا یا ہو گا۔ عمران نے نقشے کی مدد

سے کرنی دابڑ کو بتاتے ہوئے کہا۔

ہائیکل۔ بہت بڑا خیال درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہو گا۔

کرنی دابڑ نے جواب دیا۔

اب اگر وقت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کپتان کے ہوش میں آنے

اور پھر زخم پر دس منٹ سے لے کر یہاں تک پہنچنے یہاں وہ کار پر چڑھا۔

میں جو یہاں آؤں اور اس کی پی پی جی حالت ہے۔ بات بات پر غصہ

کھا جاتی ہے۔ اس طرح کھاتی ہے جس طرح کوئی صلہ کو نہیں سمجھ کر کھاتا

شراب کر دے۔ بہر حال میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کپتان بند کی

بولی مکمل طور پر سمجھ لیتے ہیں۔ اور کپتان بند سب سے آخر میں لائسنس

سے ٹھکرایا اور ان کی رہائش گاہ تک پہنچا۔ رہائش گاہ میں وہ وہاں موجود

نہیں ہے۔ ٹائیکل کے ان کی اٹھوٹی کار بھی چپک کر ملی۔ اس کا مطلب ہے

کہ وہ پہلے ہی کہیں چھپا دیا گیا تھا۔ اگر کپتان بند پر جرح کی جلتے

تو شاید کوئی ایسا کیوں مل جائے جس سے پتہ چلے کہ وہ انہوں نے کہاں

چھپا یا ہے۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کرنی دابڑ

بے اختیار مسکرائے۔

اور پھر انہوں نے کپتان بند کو آواز دی تو کپتان بند مخصوص انداز

میں متحرج بیٹھ کر ہوا اور بتا ہوا آیا اور پھیل کر کسی کے ہانڈ پر بیٹھ گیا۔

ان اب پوچھ کر کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ کپتان تہہ ہادی بات سمجھ جاتے

تھا۔ پھر جواب دہ دے گا وہ میں اتھوں بتا دوں گا۔ کرنی دابڑ

نے کہا۔

کپتان صاحب یہ بتائیں کہ جب آپ کو جوشن آیا تو آپ نے اپنے

اور گد کسی انسان کو دیکھا یا کہیں دور سے اس کی جھلک پڑی ہو۔

عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔ جواب میں کپتان بند نے متحرج بیٹھ کر

ادام کا شرواع کر دیا۔

یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ مجھے واضح طور پر کچھ نظر

اس نے دوبارہ فریختی تبدیلی کی اور پھر اس نے ٹائیگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔
 "نیس ٹائیگر اشدنگ اورش۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔"

"ہنسر کے متعلق کیا رپورٹ ہے اورش۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 "وہ آب کے جانے کے بعد روشی کے ساتھ ایک کھیتے میں گیا وہاں وہ تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھ رہے۔ ہنسر نے میز پر ہی بیٹی خون منگو لگائی کو کال کیا۔ اور اس کے بعد وہ مزید کچھ دیر بیٹھ کر واپس اپنی رہائش گاہ پر آگئے ہیں اور ابھی تک وہیں موجود ہیں اورش۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔"

"ٹیلیفون کال کے متعلق کچھ بتا دے اورش۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 "کھیتے کی اندرونی اکس بجلی سے مرمت اتنا پتہ چلا ہے کہ اس نے نادر کا لینڈ کے سفارت خانے میں کسی سے بات کی ہے۔ اس سے زیادہ پتہ نہیں چل سکا اورش۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔"

"اورش کے۔۔۔ تم وہیں رہو۔ اور خیال رکھنا وہاں میں ڈانچ دے کر کھل نہ لے اور رائیڈ ڈال۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر کال ختم کر کے اس نے کار وہ بارہ سٹارڈ کی اور جنگل کے اندر کی طرف چڑھ گیا۔ کافی دور جا کر اس نے کار ایک سائینڈ پر روک دی۔ اور پھر نیچے اترا آیا۔ کپتان بند بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ جنگل میں سے گزرتے ہوئے جھیل کی طرف بڑھتے گئے۔ عمران نے ایک بار پھر مصد کو کال کر کے اس سے کنکیشن پوچھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مصد کے پاس پہنچ گیا۔"

مصد جھیل کے قریب ہی ایک درخت کی آڑ میں تھا۔ کار جھیل کے قریب ہی موجود تھی۔ عمران درختوں کی آڑ لیٹا ہوا مصد کے پاس پہنچ گیا۔

"وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹا۔ ابھی پہاڑی پر جا کر غائب ہو گیا ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلوں تو پھر کھیل بگڑے گی وجہ سے سامنے آجاؤں گا۔" مصد نے عمران کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہیں رک۔ میں پہاڑی کی دوسری طرف جانا ہوں۔ احتیاط سے گھرائی کو نا۔۔۔ عمران نے سر ہٹے ہوئے کہا۔"

اسی لمحے کپتان بند نے پنج و پنج کرنی شروع کر دی۔ عمران نے چمک کر اس کی طرف دیکھا۔ کپتان بند اسے اشارے سے یہیں رکھنے اور خود اوپر پہاڑی کی طرف جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"ابھی کپتان۔ میں خود تہلہ سے ساتھ جاؤں گا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں اصل چمک کی سمجھ نہ آئے۔۔۔ عمران نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔"

اور پھر درختوں کی آڑ لیٹا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ چمک کاٹ کر پہاڑی کے چھتی چھتی کی طرف جا رہا تھا۔ کپتان بند پہاڑی آگے بھاگتا ہوا درختوں میں غائب ہو چکا تھا۔

ابھی عمران تھوڑی سی دور گیا کہ اس کی کلائی پر سبزین گھنی شروع ہو گئیں۔ اس نے دک کر جلدی سے وٹا پھینک دیا۔

"میلو۔۔۔ مصد کا ٹنگ اورش۔۔۔ مصد کی آواز سنائی دی۔"

"یہیں۔۔۔ عمران سہیچک کیا بات ہے اورش۔"

صوفیہ نے اپنی کار میں جیسا جنگل سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے
شہر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈوب اس نے ساتھ دالی سیٹ چمکے گا ہوا تھا۔
جب کہ پکستان بند بھی سیٹ کے ساتھ ہی جیسا ہوا تھا۔ وہ باد باوجود پیچ پیچ
کہ صوفیہ سے کوئی بات نہ کرتا۔ لیکن صوفیہ صرف سر ہل کر رہ جاتا۔ اس بند سے
اس کو تشارف نامی تفصیل سے ذہن تھا اس نے اسے عمرانی کے ساتھ پہلے
ایر پور دے دیا تھا۔ جب وہ کوئل دابہ لگا تا ہوتے پہلے وہ بیان کیا تھا۔ یا
پھر آج وہ کھاتا تھا۔ اور داتا کو اس ڈوب اور بند کو لے جانے سے اتنا وہ
سمجھ گیا تھا کہ یہ بند یقیناً کوئل دابہ لگا کا پاتہ بند ہو گا۔ کیونکہ اتنا وہ

چیکنگ چمک رہی تھی۔ وہ کا مدول کے بعد ہی صوفیہ کا نمبر آ گیا۔ اور پولیس نے
اس کی کار کو کھینچ لیا۔ صوفیہ نے بڑے مطمئن انداز میں کائنات کو پیش پورہ
سے نکال کر چیکنگ آفیسر کی طرف پڑھائے ہی تھے کہ آفیسر نے بند سے
سیٹ پر دیکھا ہوا ڈوب اٹھا لیا۔

اس میں کیا ہے۔ آفیسر نے انتہائی مشکوک بیچ میں کہا۔ اور
وہ ڈوبے کو کھڑکی سے باہر نکال کر اسٹینڈ پر رکھنے لگا۔

اسی لمحے پکستان بند ڈوبہ اور آفیسر میں پیچ پیچ کرتا ہوا اس پر جیٹ پڑا۔
اور پولیس آفیسر کے حلق سے پیچ پیچ لگتی اور وہ لوگوں کو آگے بٹھا۔ ڈوب اس
کے ہاتھ سے چھوٹ کر پیچ پیچ کر رہا کہ اسی تھا کہ پکستان بند اس پر پھینکا۔ اور
وہ سرے لے ڈھ آئے اٹھا کر پکستان کی سی تیزی سے سائینڈ میں کھڑکی ایک
کار کے پیچھے گھس گیا۔

یکڑو یکڑو جانے نہ پائے۔ پولیس آفیسر نے پیچ کر دیا اور نکلتے
ہوئے کہا۔ اور چیکنگ کرتے ہوئے باقی سچا ہی پکستان بند کی طرف دوڑ
پڑے۔ کیونکہ وہ دو تشارف کو رہے تھے۔ پکستان بند ان کے سامنے ڈوب اٹھا
کار کے پیچھے گھس گیا تھا۔

خبردار یہ ہے اگر آؤ۔ اس پولیس آفیسر نے ریلوے کی ٹال صوفیہ
کا ہونے کے قریب سے دیکھا کہ اس کا صوفیہ کو اسامہ شامی ہوئے دعا زہ

کی طرف بڑھ گئے۔

جناب اس ڈبلے میں کیا تھا۔ پولیس آفیسر نے ایک طرف اشارہ کیا اور اسے ہوتے ڈرتے ڈرتے صفد سے پوچھا۔

”تم اپنا کام کرو۔ یہ میری طرف سے خاصا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ اب اگر وہ باہر نہ نکلتا تو شاید تم اور وہاں کے سپاہی ساری عمر جیل میں ہی بسر کرتے رہیں گے۔ صفد نے شکے بڑھائے ہیں کہا۔ اور پولیس آفیسر گھبرا کر تیزی سے واپس سرحد کی طرف سفر کیا۔

صفد سرحد سے بچے اتر کر آگے بڑھا اور صفد سے کپتان کا نام لے کر بچے گئے۔ اس کا خیال تھا کہ جلد سپاہیوں کے خوف سے کہیں چھپ گیا ہو گا۔ اب باہر نکلے گا۔ لیکن اس کی پکار کا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔

”صفد بے حد۔ کیا مورد ہے۔“ چند لمحوں بعد صفد کے کانوں میں عمران کی آواز سنائی دی۔ تو وہ جھک کر مڑا۔ عمران کا دے لنگر کراس کی طرف آ رہا تھا۔ اور صفد نے سارے واقعات عمران کو بتا دیئے۔

”اوہ۔ تو بہت مڑا ہوا۔“ عمران نے غصے سے کہہ دیا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر چند نو آواز میں دینی شروع کر دیں۔ لیکن بند کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

”میرا خیال ہے کہ اس ڈبلے کو لے کر ماٹا باؤس پہنچ جائے گا۔ لیکن ہے تم اپنے خیمے جاؤ میں وہاں آؤں گا۔“ عمران نے صفد سے خطاب کر کہا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ پولیس آفیسر اور سپاہی

اس دور وہاں پہنچے تھے۔ انہوں نے شاہ پور کے ماہی پکینگ ہی بند کر دی تھی۔ اب ٹریک سرحد میں وہاں تھی۔ عمران شاہ پور صفد کی کار دیکھ کر رگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران ماٹا باؤس پہنچ گیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر حیرت سے معلوم ہوا کہ کپتان بند روٹھنے کے نہیں پہنچا تو حقیقت میں اس کے ہوش الگ گئے۔ ظاہر ہے یہ عرصہ ہی نہ تھا۔ دنیا کا مصیبت خیز مہینہ تھا۔

”وہ آجائے گا۔“ عمران نے کہا۔ وہ بے حد مطمئن ہے۔ کرنل بارڈ نے اسے تسلی دے دئے ہوئے کہا۔ لیکن عمران تیز تر قدم اٹھانا سہید دم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون اٹھا کر صفد سے رابطہ کرنا شروع کیا۔ کویا بات دیں کہ وہ تمام ممبروں کو ڈی۔ او بند کر کے تلاش کرنے لگے۔ لیکن وہ اس نے اسے بتا دیا کہ صفد انہیں وہ جگہ بتا دے گا جہاں سے جہاز بڑھنے کے قابل تھا۔ اس کے بعد اس نے ٹیلی فون پر ٹائیٹل دیا۔ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن ٹائیٹل کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ عمران کے چہرے کے عضلات کچھ گئے۔ گائیڈ کی طرف سے جواب نہ آنے کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ اس نے پھر ٹیلی فون پر جھانکا۔ ماٹا باؤس کی ٹیبلٹ صاف تھا۔ اس کے اسکات دے دئے اور پھر کار سے کردہ ماٹا باؤس سے نکلا اور خاصی تیز رفتار سے لائنر کی رفتار سے گام کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں کلیسیائی کی جوتی تھی۔ اب گت اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ وہی کے پکڑ میں پھرنے کی بجائے بلکلانے کے پکڑ میں الجھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ لائنر کی رفتار گاہ پر پہنچا تو پتا چلا کہ کھلا دیکھ

کو اس کے ہونٹ مزید پیچے گئے۔ کھڑا ہوا پر لگب پٹا رہا تاکہ صراطِ راستی
 مشکوک نہ ہو۔ وہ کاروبار بھی اندو لیتا گیا۔ کوٹلی قلعہ پر ڈیڑھ بجی تھی۔ اور پھر
 اُسے برآمدے کی سائڈ میں چاہوا جیگر نظر آگیا۔ وہ کا، سے اتر کر
 وہ چاہوا اس کی طرف بڑھا۔ اور پھر ایک خوبل سانس لے کر وہ گیا جیگر
 کی پشت میں گولی دہی گئی تھی۔ وہ وہاں سے منہ پٹا ہوا تھا۔ سوائے
 جلدی سے ٹھک کر اس کی ہنسی چپک کی۔ جیگر زندہ تو تھا لیکن اس کی
 حالت انتہائی خطرناک تھی۔ عمران نے بھبھک کر اسے اٹھایا اور داکر
 کو دیکھی میٹ پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری
 سے سپیشل ہسپتال کی طرف اڑی جا رہی تھی اب عمران کے چہرے پر
 پٹانوں جیسی سنبھل گئی تھیں۔ جیگر کی حالت بتا رہی تھی کہ صحتِ حال
 اس کی تو گلی سے کہیں زیادہ خراب ہو چکی ہے۔

کیسا افسانہ بندہ رخصت کی شدت سے رہا لیس انیسویں چھٹا۔ اور پھر
 جیسے ہی ڈاکہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر سر پر گرا۔ پکتن بندہ نے
 انتہائی پھرتی سے اُسے جھپٹا اور سائڈ میں کھڑی کار کے نیچے گھس گیا اس
 کے ہاتھ میں ڈاکے کی بٹیر تھی۔ نیچے گھسے ہی وہ بچنے آگے بڑھنے کے
 یزیدی سے اُسے گھسیٹا ہوا اس کار کے نیچے سے ہو کر سائڈ میں کھڑی ایک
 جیب کے نیچے گھس گیا اور دوسرے لمحے اس نے ڈاکہ اٹھا کر اس جیب کے
 نیچے ایک ٹالی جگہ میں پھنسا دیا اور خود بھی اچھی کر ایک پائپ کے ساتھ ٹھک
 گیا۔ اُسے باہر تیز آوازوں کے ساتھ ساتھ اوڑھتے ہوئے قدموں
 کی آواز بھی سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن وہ بڑے اطمینان سے
 جیب کے نیچے دھکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیب حرکت میں آئی اور پھر
 یزیدی سے اچھے بڑھے گئے۔ چھپتا بندہ بڑی عبادت سے
 حرکت لپٹے جیب کو سنبھالے ہوئے تھا بلکہ اس نے ڈاکے کو بھی اچھی غور

داخل ہوئی تو کپتان بندہ موقع کو دیکھ کر اس سے کہہ کر الوداع خفت گئیں اور
مذکوروں سے ہوتا ہوا آخر کار وہ رانا پادس پیچھے سے کیا کیا بھاگ گیا۔ اس کی
حالت واقعی بے حد خستہ اور خراب تھی۔ تھوڑی دیر بعد کٹرل رابرٹ
کے پاس موجود تھا۔ کٹرل رابرٹ شاید اسی کی وجہ سے پریشانی کے
خالم میں اپنے گھر میں چل رہے تھے۔

وہ کپتان کو بتا رہا تھا کہ اس حالت میں کیا ہوا۔ کٹرل رابرٹ
استدعا کرتے ہی چونک کر بولے اور پھر انہوں نے دھڑک کر اسے اٹھایا۔ کپتان نے
بندہ اتنی تیز رفتور سے مایور کا تھا۔ اس نے اپنی مخصوص پہلی میں آہستہ آہستہ
سارے واقعات بتا دیئے۔

وہ اس کا مطلب ہے شک وہ ہاتھ سے گیا۔ بنگالے وہ
جیپ کس کی ہوگی۔ کٹرل رابرٹ نے گہرے دیکھ کر بے بسی
کہا۔ اور پھر وہ استے لے کر ہاتھ دھو من چلے گئے۔ انہوں نے اس کے
پیر سے ٹھونک دیا اور پھر اسی جیپ کی مدد سے اس کے جسم کی
ڈرائیونگ کر دی۔

وہ آگیا کٹرل۔ جوڑنے کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
ہاں۔ تم ایسا کرو تم ان سے رابطہ قائم کر کے میری بات کو زاحم
تو بن سکتے ہو۔ کٹرل رابرٹ نے کہا۔

شیکسپیر میں ٹرانسپیرنٹ کال کو تائیوں۔ جوڑنے کے کہا اور تیز
تیز قدم اٹھاتا گھر سے باہر نکل گیا۔ کٹرل رابرٹ نے فریج سے دو دوہ کی
پتلی نکالی کہ پتلی کے پینے کے لئے تھا اور خود است واپس چل کر جوڑنے کے
پینے چلے گئے۔ ان کے چہرے پر گہری مایوسی کے علامات نمایاں تھے۔

ظہر ہے حالت ایسے تھے کہ اب ایک دن کی دوبارہ دستیابی تقریباً
ناممکن ہو چکی تھی۔



شرم پان حبیپ خاص دہی اور مشہور حبیپ تھی۔ اس میں اس
وقت چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ایسا لڑکا اور دو قدیم بھاری جسم کا
دو ہی قدیموں کے ساتھ تھا جب کہ باقی افراد کھل بیٹوں پر تھے۔ یہ سب
نادانک بینہ کے ایک خیر سیکشن ریڈیو بینڈ سے متعلق تھے۔ ان کا اصل
مشقی تو جیسا کہ کافرستان میں تھا کہ انہیں ایمر جنسی طور پر ایک مسئلے کے
پاکش میں نادانک بینہ کے سفارت خانے کے سیکرٹری کی سربراہی
نے کال کر کے فوری طور پر پاکش یا پینچے کے لئے کہا تھا۔ نادانک بینہ
نے دیکھا کہ چل پھیلے ہوئے اپنے سفارت خانوں میں سیکرٹری کی صرف
مقتصد کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ وہ اس قسم کی عمر گزریوں کی نہ صرف
خبر رکھتے تھے بلکہ انہیں بوقت ضرورت کا ٹیول بھی کرتے تھے۔ اس

میں ماہر نعلی نے شاید سیکڑ سیکڑی مارش سے طویں گنگو کے بعد
 ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اسی نے اس جیب کے ذریعے
 پاکیشیا آنے کا پروگرام بنایا تھا۔ کہ جب اس جیب سے نکلے تھے
 اپنے غریب خانے پہنچے تھے۔ یوں میں عید تریں اسکو آسانی سے چھپا یا
 جاسکتا تھا اور عام چیکنگ مشین انہیں جیب نہ کر سکتی تھی
 مارش نے یہیں اس کے لئے ایک دلائل گاہ کا پتہ ہی قیام کو
 رکھا تھا۔ چنانچہ شہر میں داخل ہوتے ہی وہ اس دلائل گاہ پہنچ گئے
 "تم اسو جیب سے نکال کر گروں میں دو کہ دو شاہی اس کے قوی استعمال
 کی ضرورت پڑھاتے ہیں مارش سے رابطہ قائم کرنا یوں۔" جس نے
 دلائل گاہ میں پہنچے ہی جیب سے آخر کار آمدنی کو برے کی طرف بڑھتے
 ہوئے کہا۔

اس نے جیب سے ڈائری نکال کر اس میں سے مارش کا ٹیلی فون نمبر
 دیکھا اور گھر کے میں موجود رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ لیکن چند
 لمحوں بعد ٹکٹ رسیور واپس رکھنا پڑا کہ مارش سفارت خانے میں موجود
 دلائل گاہ کا اس کے زمین گھٹے پہنچے ہی کہیں گیا ہوا تھا اور کہاں گیا تھا
 اس کے متعلق سفارت خانے میں کسی کو علم نہ تھا۔

"فریڈکی۔" ٹرنبرو دانی سے تھک کر کہے آؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ
 جلد از جلد یہاں کا مشین کھل کر کہے واپس جاؤں۔ دلیں بڑا اچھا کام ادا
 کر رہے ہیں۔" جس نے اسکو اٹھا کر گھر کے میں داخل ہوتے ہوئے کہا
 فریڈکی نے کہا۔ اور فریڈکی اسکو الماری میں رکھ کر صراطِ جا واپس چلا گیا۔
 چند لمحوں بعد کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی تو فریڈکی اچھل کر کھڑا

ہلے پڑھینڈ کی کاڈرستان میں موجودگی کا پکیشیا میں سفارت خانے کے
 سیکڑ سیکڑی مارش کو بھی علم تھا یہی وجہ تھی کہ مارش نے انہیں وائرس کی
 اطلاع کے ذریعے جوہر کا دل کر لیا تھا۔

چونکہ کورستان اور پاکیشیا کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ اس لئے
 ریڈیو کے چیٹنگ مشین کے ذریعے ہوائی جہاز سے جانے کے بعد ریڈیو
 پہنچے کا فیصلہ کیا۔ ان کے کائنات ہر وقت تیار رہتے تھے۔ کیونکہ انہیں
 پاکستان سے سفارتی تعلق حاصل تھا۔ اس لئے وہ اس بار جیب کے ذریعے برقی
 آسانی سے سرحد پار کر کے پاکیشیا میں داخل ہو گئے۔ بعد پر مسلسل سفر کرتے
 ہوئے وہ جیب دار حکومت میں پہنچے تو وہاں شہر میں داخل ہونے سے پہلے
 انہیں چیکنگ کے لئے روکنا۔ اور وہیں ان کے سامنے ٹپے اور
 بندہ والی ساری کارروائی پیش آئی۔ چیکنگ تمام کر دی گئی تھی اس لئے وہ
 بھی جیب چن کر شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

"غریب پھر تھا۔ وہ بندہ مجھے سڑک کے کنارے چاہتا تو نظر نہیں آیا تھا۔
 ٹپے کے دو کہان چھپ گیا تھا۔" جیب کی پہلی نشست پر بیٹھے ہوئے
 ایک نوجوان نے کہا۔

"ہر شے کا پکڑنا۔" ایسے چکر میں عام طور پر ایسے سدھائے ہوئے
 جانوروں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ بندہ واقعی بڑے حد پر ٹپے دیکھتے ہی
 دیکھتے ٹپے سمیت غائب ہو گیا۔ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے جلدی
 جسم کے ایک شخص نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ یہ ریڈیو کے
 چیٹنگ تھا اور باقی اس کے ساتھی تھے۔ ریڈیو کے خبر دینے کو یہ غرض
 اور حال کا گروپ تھا۔ ریڈیو راتوں میں گروپ۔ ڈرائیور کی کمرنگ

ہو گیا۔ اس کے اصحاب تھک گئے تھے۔ مگر وہ سرت سے فریخی دہاتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”ہاں۔ یہ ڈب۔ وہی بندہ حالہ ڈب۔“ فریخی نے پرہوش انداز میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہی پچھلا ڈب تھا جسے وہ سین آفیسر سے بندہ چاک کر کے لیا تھا۔

”یہ ڈب کہاں سے آگیا۔“ فریخی نے حیرت بھرے بلے میں پوچھا۔
 جانی ممبر زبانی وہاں پہنچ گئے۔ وہ سب حیرت سے اس پچھلے ڈب کو دیکھ رہے تھے۔

”ہاں۔“ ٹرانسیر کے لئے میں نے جیپ کا سب سے بڑا خلیہ خاند کھولا تو مجھے اس ڈب سے کی زنجیر لگرائی۔ یہ ڈب فریخی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ اور ڈب ٹھاک رہا تھا۔ میں اسے کھول کر لے آیا ہوں۔“ فریخی نے کہا۔

”اوہ۔“ اس کا مطلب ہے بندہ ہے۔ یہ ڈب چھپانے کے لئے ہادی جیپ کے نیچے باندھ دیا تھا۔ لیکن وہ بندہ کہاں گیا۔ اور کہیں وہ لوگ ہوا۔ اتفاقاً نہ کہ مجھے چوں۔ جلدی کرو یا مہر کر لگائی کرو۔ اور یہ کوئی لاک منسہ ہو گیا۔“ فریخی نے ڈب کو اس پٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فریخی کے علاوہ اس کے ساتھی تیرتی سے ابہر کی طرف تھک گئے۔

”حیرت انگیز ڈب ہے۔ سب طرف سے بندہ اور ڈالنے کس دھات کا بنا ہوا ہے۔“ فریخی نے ڈب کا طور سے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے بلے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹرانسیر۔“ فریخی نے ہاتھ میں پاؤں اٹھا کر ٹرانسیر

فریخی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ اس کا کوئی لحاظ اس ڈب کے کہیں چھپاؤ۔ اس کے ہاتھ میں ہیں بعد میں سوچیں گے۔“ فریخی نے چوتھے ہونے کہا۔ اور پھر ڈب فریخی کی طرف بڑھا کر خود ٹرانسیر اس سے یہ اندازے میز پر رکھ کر اس کی فریخی سیٹ کرنے لگا۔

”میلو سو۔“ جیٹ آف آ۔ ایچ کا رنگ بادشادہ۔“ فریخی نے بادش کی بیٹی ہونی مخصوص فریخی سیٹ کر کے اسے کل کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک تو اہل تاتہ ہو سکا۔ لیکن پھر جب وہ دلوں کو کرنا شروع بند ہی کرنے والا تھا کہ دایلی کو مخصوص ڈب مل گیا۔ اور دوسرے کے دوسری طرف سے آواز ابھری۔

”یس خدش اسٹوڈنٹ۔“ علم کہاں سے ہول دے رہے ہو اور وہ ہلنے والے کی آواز غصی مکرورہ دے رہے تھی۔

”مہر۔“ میں پانچویں سے سی ہول مانا ہوں۔ ہم اسی اسی ہول پہنچے ہیں۔ آپ کو فون ہو چکا۔ لیکن پتہ چلا کہ آپ کئی گھنٹوں سے کہیں گئے ہوئے ہیں اور۔“ فریخی نے کہا۔

”میں میں اسی مشن کے مسئلے میں گپ تھا۔ مشن ہی کا میناب ہو گیا۔ لیکن یہی میں موقع پر وہ ڈب باندھتے تھک گیا۔ میں اسٹوڈنٹ کی باتوں میں آ گیا اور۔“ دوسری طرف سے کچھ دے رہے ہیں کہا۔

”آج۔“ کوئی سا ڈب سس۔“ آپ کس ڈب کے کی بات کر رہے ہیں اور۔“ سی کو پانچ گھنٹہ دیرت انگریز اور۔“ ٹھیک ہے ڈب کا خیال آگیا۔ اور اسرار طور پر اس کے پاس خود کچھ پہنچ گیا تھا۔

نہیں۔ خفیات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تم جانتے ہو کہ سپر ایجنٹ معمولی چیزوں کے لئے کسی دوسرے ملک میں نہیں بھیجے جاتے۔ اس میں تاراک لینڈ کا کوئی حیثیت اہم و اذیت ہے۔ بہر حال مجھے اس کی تفصیلات کا علم نہیں اور میری رائے جانتے کی ضرورت ہے۔ — مارش نے سر جانتے ہوئے کہا اور کسی بھی خاموشی ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈائریکٹر اور فیلیا بھی دلیلی پہنچ گئے۔ ڈائریکٹر نے یہاں سے اٹھان میں سب سے پہلے ڈبے کا معائنہ کیا۔ اور پھر اس کے چہرے پر بھی مسرت کے رنگ بکھر گئے۔ جب اسے ڈبے کی جھیل سے برآمد کی گئی تو وہاں ایک بچہ کی تفصیلات کا علم ہوا تو وہ بھی بے حد حیران ہوا۔ یہ کہہ مارش نے اسے ڈیلی فون کال پر مختصر اٹھان میں بتایا تھا۔ تفصیل کا اسے علم یہاں آکر ہوا تھا۔

— آپ نے اس نگرانی کرنے والے کا کیا کیا۔ کہنے لگا تھا کہ آپ کی نگرانی جو یہی ہے۔ — مارش نے اچانک ایک خیال آئے بھی کچھ کہہ دیا۔

اس کی روش پر کش گاہ پر چلی ہے۔ متہا رہی کالی ہٹنے کے بعد تھوڑا سا آرام کر لیا گیا۔ اور وہ نگرانی کرنے والا اسی اس ڈبے میں نہیں کہ کوئی کے اندر پہنچ گیا۔ جہاں میں نے اس کی پشت میں گولی مار کر اسے قتل کر دیا۔ — ڈائریکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے ملحقین کو انداز میں معرطہ دیا۔

اب سر اس ڈبے کا کیا کوئی ہے۔ میں اسے لے جاؤں۔
مارش نے تنہا رہتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ اب مسرت حال بدل چکی ہے۔ وہ ٹانڈن جو عمران ہی تھا۔ وہ جس وقت پہچان گیا ہو گا۔ اور اس ڈبے کی گمشدگی کے ساتھ ہی انہوں نے سفارت خانے کی نگرانی شروع کر دی ہے۔ اس نے اب اسے اس ملک سے نکالنے کے لئے کوئی اور تجویز سوچنا پڑے گی۔ — ڈائریکٹر نے کہا۔

جب ہم لوگ بھی کچھ کسی کے سامنے نہیں آئے۔ اگر آپ کہیں تو وہ ہم بھی کہہ کر اس کا رستہ ان لے جائیں اور ان کے سفارت خانے کے ذریعے اسے تاراک لینڈ بھیجا دیا جائے۔ — کسی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

— اور ٹھ۔ یہ بالکل ٹھیک ہے گا۔ متہا رہی طرف تو کسی کا خیال نہیں نہ جانے گا۔ وہ یہی گاؤ۔ یہ تجویز بالکل درست ہے گی۔ نگرانی کرنے والے کے قتل کا عمران کو چہرہ مل چکا ہے گا۔ اس سے وہ یقینی اب مجھے بھی ڈائریکٹر نے کی کوشش کرے گا۔ اس نے میں اب وہیں چھپا دیوں گا۔ جب کہ دونوں ملک مداخلت شروع جائیں گے تو نئے ٹیک اپ اور کاتقات کی حد سے میں اور فیلیا بھی بھگ جائیں گے۔ — ڈائریکٹر نے تجویز پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

— لیکن ڈائریکٹر نے آج ہی ڈائریکٹر میں داخل ہونے میں اگر یہ فوری طور پر دیا میں گئے تو جو سب سے شرم حکام ملگلوں کو جو جائیں۔ — فیلیا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

— اور ان میں بھی ٹیک ہے۔ لیکن یہ ایک اور دہرہ وہاں گزار کر بھی دیا میں ہا کھتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے متعلق کسی کو علم نہیں۔

وٹس نے کہا۔

اور پھر یہ طے ہو گیا کہ لانسر اور فیلیا بھی یہیں رہیں گے اور وہ وہاں رہیں گے۔ جب ڈپٹی
کامرسٹران کے سفارت خانے کے ذریعے ناراک لیڈر پہنچ جائے گا تو
لڈر لانسر کو اطلاع دے گا۔ اور پھر لانسر اور فیلیا بھی تھے ایک آپ
میں خاموشی سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ یہ طے ہوئے کہ بعد ماموں
نے واپس سفارت خانے جانے کی اجازت مانگی۔
"تیس منٹا وہ تھا۔ کسی صورت میں اس جگہ کی نشاندہی نہ ہو۔
لانسر نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ دیے ہیں ان کے
نظر کے مطابق ڈپٹی وہ پہلے لہجے سے جیسا کہ کرے چاہئے ہے۔ اس سے
آپ ان کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ ڈپٹی کے متعلق مجھے علم ہے۔ وہ یقیناً
اسے شہر میں ڈھونڈتے پھر میں گے۔ پھر حال پھر میں سمجھا رہا ہوں گا۔
لڈر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر لانسر اور لڈر کی سے مصافحہ کر کے وہ
پھر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"جیب کا تھیں کچھ پتہ چلا کہ وہ جیب تھی وہ کا بھی ہو سکتی ہے۔
اور ان کے پتہ بند رہے تھے۔ لڈر نے کہا کہ وہ جوت کی کال ملے ہی ہسپتال
سے سپر ہارڈاؤس واپس آ گیا تھا۔ یہاں کہل مابریٹ نے اسے سنا ہی
تفصیل بتا دی۔

اور پکٹان بند رہے تھے۔ جوت کے پتے کہل مابریٹ کو کوئی جواب
دیا۔

"وہ جیب ہی تھی۔ دراصل میرے پاس ایک بڑی ٹرم یا جیب تھی۔
جسے میں اکثر لڈر کے لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ اور پکٹان اس کے ایک
ایک بڑے سے اچھے طرح واقف تھا۔ اس نے کہا ہے کہ اس کا چھپا
حصہ داخل ولیا ہی تھا جیسے کہ سوار سے پاس میز رنگ کی جیب کا تھا۔
کہل مابریٹ نے تو جانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے کہا۔

"ٹرم پارہ۔۔۔ وہ واقعی جیب میں ڈالیں اپنی تو ایک ٹرم یا جیب

کراؤ۔ عمران کا بچہ ایک تخت چمکانہ ہو گیا۔

”یہ کس سے۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کیجئے سر۔“ دوسری طرف سے
جی طرح گھبراتے ہوئے پیو میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دوسرے میں اس کا آواز ابھری۔

”میں کس سے۔۔۔ میں اے۔ آج صبح ہی بول۔۔۔ بچوں۔ جیت آفسیر
کلمہ فرمائیے۔“ اہم مژدہ بانہ تھا۔

”میرے صدیقی۔ آج کسی وقت کا فرستان سے ایک ٹرم یاد چیب
پاکستان میں داخل ہوتی ہے۔ مجھے اس کے متعلق معلومات چاہئیں۔“
عمران نے اسی طرح سخت اور ٹھکانہ لہجے میں کہا۔

”ٹرم یاد چیب۔ ایک منٹ سر میں چند کرنا ہوں۔“
دوسری طرف سے جیت آفسیر نے کہا۔ اور دوسرے میں چند لمحے غصہ

پیدا کیا۔
”یہ کس سے۔۔۔ چار گھنٹے پہلے ٹرم یاد چیب نے ہارڈ ورکس کیا ہے۔
جناب۔ دیکھا کہ میں یہ جو ہے سر۔“ صدیقی کی آواز دوبارہ دستاویزی

تھی۔
”کتنے آدمی تھے اس میں۔“ عمران نے پوچھا۔

”ایک ڈیڑھ سو آدمی آج آئی تھے۔ ان کے پاس ٹائرلٹ وین تھا جہاں
وہ سب ڈاک لپٹ کے باشندے تھے جناب۔ مباحثہ دینا تھا ان
کے پاس۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاک لپٹ کا نام سن
کہ عمران کی آنکھیں پھٹی گئیں۔
”مباحثہ دینا تھا تو ان کی آئندہ منزل کی تفصیلات بھی دینی ہوں

جی آپ کے پاس۔۔۔ عمران نے ایک آخر غاموش بننے کے بعد پوچھا۔
”یہ کس سے۔۔۔ انہوں نے جتہ و زوارہ حکومت میں۔ جس کے بعد
واپس کاؤٹ ان جالٹے کی کونھان کا مین کیپ کا فرستان میں ہے۔“
صدیقی نے جواب دیا۔

”دارالحکومت میں کس جگہ رہتا ہے انہیں۔“ عمران نے پوچھا۔
”اس کا سر کوئی صبر نہیں سبباً لوگ ہیں۔ ظاہر ہے کسی ہوٹل میں ہی
میں گئے۔ سر کوئی گورنر ہے۔ چہ تو یہاں جیب کا اچھی طرح چیک کیا تھا
سر۔“ صدیقی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

”نہیں۔ فی الحال تو کوئی گورنر نہیں ہے۔ او۔ کے۔“ عمران
نے کہا۔ اور دوسرے دیکھ دیا۔ کوئی واضح ٹیکہ تو نہ مل سکا تھا۔ البتہ ٹیکہ مارا گیا
نے اسے جو کھانا تھا۔ لیکن پھر اس نے خیال چھوٹک دیا کہ کوئی غلط ہے۔
ان کو براہ راست کوئی تعلق اس کیس سے نہ تھا۔ یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔
وہ ٹیلی فون دے کر سے محل کو اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہی
ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں دارالحکومت کے چوٹلوں میں چپک کرے۔ لیکن
اس سادے تھے میں ایک بات سیٹ نہ دینی تھی وہ تو دل سے اور دنیا
کا ایک کھوکھلا فرا۔ آخر وہ لوگ کہاں گئے ہوں گے۔ ایک ہی صورت
ہو سکتی تھی کہ سفادت خانے والوں نے انہیں کال کر کے صورت حال بتائی
ہو۔ تو وہ ٹیکہ کو گولی مار کر نکل کھڑے ہوں تاکہ ایک دن کو خود تلاش کریں
لیکن وہ کہاں تلاش کر سکتے ہیں۔ کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ بات اس کی کج
میں نہ آ رہی تھی۔

ابھی وہ اسی ذہنی اور جڑ میں مصروف تھا کہ کار کے ڈرائیور نے

”فرم پاد۔ بی بی ماں دیکھی ہے۔ پتیلے تو میں نے اس کی تصویر صاف میں دیکھی تھی۔ لیکن آج تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ بہت خوب صورت جو پتیلے۔ اور میں نے تو بالکل نئے ماڈل کی دیکھی ہے۔“ وہ اس کے اپنی عمر کے مطابق بڑے پر جوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ وہ نیلے رنگ اور سنہری پیشوں والی وہ میرے دوست کی ہے۔ مجھے بتا دیا تھا کہ یہیں کوہیں اس کی رہائش گاہ ہے۔ مجھے مہربانوں کیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں بالکل ایسی۔ بالکل۔۔۔ وہ آگے پتیلے رنگ کے پتھنگ والی کوٹھی ہے جس وہ وہاں گئی ہے۔ بس میری پتھنگ نظر پڑ گئی۔ تو میں اُسے دیکھتا رہا۔“ وہ اس کے لئے کہا۔

”شکریہ۔۔۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑا۔ وہ جیپ کو ڈھونڈ رہے تھے۔ لیکن اس کا میاب ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ تنہا سمیت سیدل ہی بیٹھا ہوا اس کو ٹھکی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جبکہ اس کا پتیل تھا کہ یہ لوگ قطعاً غیر متعلق ہیں اس لئے اس سے شے میں کسی پکر ہانسی کی ضرورت نہیں اور جیسا وہ تو اس ڈبلے کی موجودگی سے بھی بے خبر ہو جائے۔

کوٹھی کا پتھنگ بند تھا۔ عمران نے کالی پل پر انگلی کھدائی۔ یہ وہی دیر بعد پتھنگ کی ڈھکی کوٹھی تھی اور ایک غیر ملکی نوجوان بھر نکل گیا۔ واقعی اس کے چہرے کے گٹ بتا رہے تھے کہ اس کا تعلق نامدار کینڈہ سے ہے۔

”میں معلوم ہوا ہے کہ ٹرم پاد جیپ برائے فروخت ہے۔ ہم اس کا سودا کرنے آئے ہیں۔“ عمران نے نوجوان کو غور سے دیکھتے

جوئے کہا۔

”برائے فروخت کیا؟“ مطلب۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کو غلط بتاوا گیا ہے۔“ نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سکون ہے فریڈی۔۔۔“ پتھنگ امد سے کسی کی بیماری کا ادا ستائی دئی۔

”جیو برائے فروخت نہیں ہے تو۔۔۔ سہی ہم اسے دیکھ تو سکتے ہیں۔“ واصل لہجے ٹرم پاد جیپ سے مشتق ہے۔ لیکن جیسے ٹھک میں اس کی وہ آمد ممنوع ہے۔ اس لئے۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا۔

”فیس ہے ایک لاکھ۔“ واصل بیماری جیم کا آدمی باہر آ گیا۔ فریڈی نے اسے جب عمران کا مقصد بتاوا تو وہ غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”آپ کو کیسے محظوم ہوا کہ یہاں ٹرم پاد جیپ موجود ہے۔“ بیماری جیم دالے کا لہجہ فریڈی سے بھی زیادہ کرخت تھا۔

اور عمران ان کے اٹھ اڑنے کو ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ سیدھے سادے سیاح نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق لقیلاذیر زمین دشت سے ہے۔

”فرم تو پتھنگ نہ ہے۔ آپ نے تو کامیاب طور پر مدد کر اس کو تے دتے جیپ کی افضلیت کا ان کے مطابق درجہ دیکھائی نہیں ملتا۔ ایسا خانا

فریڈی تھا۔ چنانچہ ہمارے حکم کو بخلا دیا ہی تھی۔“ میرا تعلق کسٹم سے ہے۔ اس بات سے ہمیں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ آپ اُسے یہاں بیچنے کے لئے لائے ہیں۔“ عمران کا لہجہ ایک نکتہ فہم ہو گیا۔

"اے۔۔۔ لیکن آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ ہم یہاں ہیں۔۔۔" بھاری جیم
والے نے جھگڑتے ہوئے پوچھا۔

"معمولی باتیں ہیں۔ لیکن کیا آپ ہمیں اندازے کئے نہ کہیں
گئے۔ آپ مجوزہ سیاحت ہیں۔ اوداب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ اسے
بیچنے نہیں آئے۔ اس لئے میں صرف اس کی تفصیلات نوٹ کر کے واپس
پہلے جاؤں گا۔۔۔" عمران نے سرخ تے ہوئے کہا۔

"یقیناً ہے آپ جانے۔۔۔" بھاری جیم والے نے کہا۔ اور اس نے
فرنگی کو چھانک کھوٹے کھوٹے لئے کہا۔ فرنگی نے کھڑکی سے واپس جا کر
پچھلک کھول دیا۔ اودھمان اور تنویر اندر داخل ہو گئے۔ ریلوے میں
فریم بار پیپ موجود تھی۔ بھاری جیم ڈالہ انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک
پرے کمرے میں پہنچ گیا۔

"شرعاً دیکھئے اوداپٹلے اپنا شناختی کارڈ دکھائیے۔ تب آپ
سے مزید بات ہو سکے گی۔" بھاری جیم والے نے سخت ہلچلی
کہا۔

"مخبردار۔۔۔ اگر ہاتھ جیب کی طرف پڑ گیا۔۔۔" اسی لمحے ایک
کرخت آواز سنائی دی۔

اودابھاری جیم والے کے ساتھ ساتھ عمران اور تنویر بھی چوکاٹ پر تھے۔
عمران نے آواز بھی طرح پرچا تھا اودادھر سے لئے اس کے بھون پر کراہٹ
دینگے تھی۔ کیونکہ کمرے میں انسر داخل ہوئے تھا اس کے ہاتھ میں
مشین گولی تھی۔ اودبھر دوسرے وہاڑوں سے چار مزے افراد مشین گولیاں اٹھائے
اندراخل ہوئے۔

"کیا مطلب مسٹر وائزر۔۔۔" بھاری جیم والے نے ہنسی طرح چوکتے
ہوئے پوچھا۔

"یہ علی عمران ہے مسٹر ٹکسی۔ جس کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا۔ یہ اس
ٹپ کے کچھ بچے یہاں پہنچ گیا ہے۔۔۔" وائزر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔
"اے اچھا۔۔۔" بھاری جیم والے نے چوکتے ہوئے کہا۔ اور پھر
تیزی سے دو خیمہ چھو بیٹھا گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے حق بھگدار رسید۔ ڈیپ مہتاب سے پاس پہنچ
جی گئی۔۔۔" عمران نے اسی طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔" وہ بھاری چیرائی تھی۔ اس لئے قدرت نے ایک اتفاق کے نیلے
جھک پڑنا دیا۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم آتے کس طرح تمہیں کہتے
ہوئے پہنچ پہنچ گئے ہو۔۔۔" وائزر نے ٹھٹھکاتے ہوئے کہا۔

"میری ٹانگ بہت تیز ہے مسٹر وائزر۔ میں نے اس کی خوشبو میلوں
اور ست سو گھنٹہ کی۔ میرے آدمی کو کوئی انداز میرے دل میں اپنے
لئے ساری ہمدردی منتقل کر دی ہے۔ اوداب مہتابی بہتری اسی میں ہے
کہ وہ ڈیپ میرے حوالے کر دو۔ اوداپٹلے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر
دو۔۔۔" عمران کے بچے میں جا کا اطمینان تھا۔

"اب مہتابی فاش جیش کے لئے کسی گڑبگڑ میں مبتلا رہے گی مسٹر
علی عمران۔ مجھے اعتقاد ہے کہ تم میں یہ معمولی منافقتیں موجود ہیں جیسی
مجھے تم نہیں جانتے۔ میں ناکا دیش کا سیر ایجنٹ ہوں انسر فریو۔
میں نے آج تک زندگی میں کبھی کسی شخص میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھا۔ یہی
وجہ ہے کہ میرا اٹل خود بخود میرے پاس پہنچ گیا ہے۔" وائزر نے

پہنیں گونچ اٹھیں۔ گو عمران اور تنویر دروازے کے سامنے ہی گھرے تھے
لیکن ان کی دھتیں بند و سر کے اپنے آدمیوں کی تھیں جو غارتگی آواز
سننے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے تھے۔ اور اس طرح لائبر
کے قاتل کی زد میں آکر وہ چاروں ہی دروازے میں ڈھیر ہو گئے۔

عمران اور تنویر بچے گئے۔ لیکن کبھی کی سی تیزی سے انھیں گھر میں نہیں
آوئے۔ اور اسی لمحے عمران نے سائیکل کی سی مشین گن کی نال دکھ کر قاتل
کہاں دیا اور گھر میں ایک اندر چلے گئے۔

تنویر دروازہ کھلے دروازے سے دروازہ ہے۔ عمران نے
چراغ لگا کر کہا۔ اور تنویر بھی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا اسی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمحے عمران کو سائیکل میں کھٹک سائی دیا۔ تو وہ اچھل کر فرش پر گرا۔
اور گولیوں کی بوچھاڑ اس کے سر کے "ہٹے ہوئی گزرتی۔ عمران بچے کہتے

ہی پانی سے نکلنے والی چھلی کی طرح تڑپا اور ایک بار پھر اس کی مشین گن نے
شے اٹھل دیئے۔ دوسرے لمحے سائیکل کے ایک سٹن کے قریب سے

پتھر سٹانی دی اور پھر ایک حرکت کئے ہوئے شہر کی طرح لکھڑائی ہوئی نیچے
گرا اور اس کے ہاتھ میں ہی مشین گن تھی۔ یہ فیذا تھی۔ اسی لمحے دوسری سائیکل

سے مشین گن چلتی اور ایک آسانی کی آواز سنائی دی تو عمران میٹن گن
اٹھتے اور دروازہ پر آئے۔

"عمران صاحب۔ دو لائبر اس گھرے ہیں۔" اسی لمحے
عمران نے جاکر کہا اور عمران سر ہاتھ جھاسا تھیں جو گینا۔ تاکہ اشد سے

اس پر قاتل نہ کہو لے سکے۔ کسی دروازے کی سائیکل میں پڑا ہوا تھا۔ اس
کا جسم گولیوں سے جھپٹی ہو چکا تھا۔

"جیسا، باہر پھینک دو لائبر۔" وہ میں بچے گھر کے کمرہ ادا ہوئے گا۔"
عمران نے چرخ کر کہا۔ اور اسی لمحے مشین گن اچھل کر باہر آگئی۔

"تھک رہے اب باہر آجاء۔" عمران نے پیر کی ٹھوکر مار کر مشین گن
کو ایک طرف پھینکے ہوئے کہا، اور دوسرے لمحے لائبر دونوں ہاتھ سر

سے اوپر اٹھاتے باہر نکل آئے۔ بے بسی۔ بالاسی اور بھینچ ہوئے تھے اس کا
چہرہ سیاہ پڑا ہوا تھا اور انھوں نے دشت جھٹک دی تھی۔

"میں نے فیذا کی پتھر مٹی تھی دیکھا تھا اُسے، اور دیا ہے۔" لائبر
نے گرفت پھینک کر کہا۔

"نہیں وہ گرفت زخمی ہے۔ ایک سادہ کاڈر کہاں ہے۔" عمران
نے گرفت پھینک کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" پہلے مجھے فیذا کے پاس لے چلو۔" لائبر
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو لائبر۔ وہ وقت ادا تھا جب میں خاموشی سے چل گیا تھا۔
میدھی طرح ڈپے کے متعلق بتاؤ وہ میں بتا رہی ایک ایک ہٹی قدوں

گاہ۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"مکوشش کر دیکھو۔ میں حوت اس نے باہر لگایا جو تاک فیذا کا چہرہ

کر سکوں۔ وہ تقریبے قیامت کا سر لٹھکتی تھی تو لائبر سر ہاتھ نہیں اٹھا
سکتے۔" لائبر نے بچے میں ہی غراہٹ لٹی۔

"یہ مشین گن متھو تو تنویر۔ میں ذرا اس کی ٹیڑھی دم سیدھی کر لوں۔"
عمران نے لٹھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو پیر کی طرف اچھلتے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے لائبر پر ایک حرکت چھلانگ لگا دی۔ لیکن لائبر

بھلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا اور ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آئی
 لیکن شاید اسے عمران کی صلاحیتوں کا علم ہی نہ تھا۔ عمران نے بات میں ہی
 اپنے جسم کو مٹا۔ اور پھر دوسرے قریب جاکر دواشی خد باڑی کھا کر اس کے
 سر کے اوپر سے گزرا کہ دوسری طرف جا رہا۔ لیکن اسی دوران اشتباہی
 چابک دستی سے اس نے دونوں انگلیں دوسرے کے گرد ڈال دی تھیں۔
 اس اچانک اور غیر متوقع جھکے کی وجہ سے لائبر اچھٹ کر پست کے بل جھپے
 گرا۔ اور اسی لمحے عمران نے ایک اور حیرت انگیز داد لگائی۔ اس نے دونوں
 ہاتھ جوڑیں پے جے جھکے تھے۔ پھر اپنے جسم کے اگلے حصے کا ہتھکڑا
 اور اس کے ساتھ ہی اس کا کھنڈ جسم کی تخت اور پھاٹکا چلا گیا۔ اور پھر
 ایک جھکے کے ساتھ اس کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا لائبر کا پچھلا ہویا جسم خفا میں
 ڈھکا ہوا سائیدہ کی طرف چڑھا۔ اور پھر وہیں سے عمران اور تنویر کی مدد سے
 کا آغاز ہو گیا۔ لائبر نے اپنے اگلے حصے کے جسم کا تادیہ ایک تخت پر لا اور
 پھر دو پوری قوت سے اسی سائیدہ میں کھڑے تنویر کے ساتھ جاکر ڈالے تنویر
 اور لائبر دونوں ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرے ہی گئے ایک ایک تخت
 دوسرے کے جسم نے جھٹکا کھنڈا۔ اور تنویر کا پچھلا ہوا جسم لائبر کی طرح اڑا ہوا
 تھا کہ کھڑے ہوئے عمران سے جا کھرایا۔ اور دونوں ایک دوسرے سے
 ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گرے دوسرے جھپٹ کر ایک سائیدہ پر پڑی ہوئی
 مشین گن اٹلی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن کی ڈال الٹ کی طرف
 سیدھی کر کے عمران کی تخت اپنی جگہ سے اچھلا اندر پوری قوت سے
 دھنستے آگیا۔ لائبر کھٹکھٹا کر پھلی دیوار سے ٹکرایا اس نے عمران کو
 جھکے کی کوشش کی۔ لیکن عمران اس سے ٹکراتے ہی ایک تخت خالی

ہوتی ہوئی کی طرح فرشتے پر مٹھا اور اس کے ساتھ ہی لائبر کے صحن سے
 ایک زوردار دھچکائی اس کی دونوں انگلیں عمران کی گرفت میں نہیں انداس کی
 گردن دیوار کی طرف سے ساتھ پھنس گئی تھی۔ عمران کے ایک ہی زوردار
 جھکے کی وجہ سے اس کا جسم ایک تخت گاہ کی طرح مڑا۔ اور پھر گڑا اسکے
 ساتھ ہی لائبر کے صحن سے صحن نکلی۔ اس نے ٹرپ کر سائیدہ میں اپنے جسم کو
 کرنا چاہا تاکہ اس خوف ناک داد کے انجمن سے بچ سکے۔ لیکن عمران کی
 گرفت سے ٹھنکا اس کے پس کا دھگ۔ لہذا یہ تجویز کہ اس کی پڑی کی پٹی
 کے کئی ٹہرے ٹوٹے اور اس کا جسم مردہ پھپکی کی طرح ایک تخت ڈھیلچا گیا۔
 مہرے ٹوٹنے کی آواز نہ تھی عمران نے جھکے سے اس کا جسم چھوڑ دیا اور
 اچھٹ کر پیچھے ہٹ گیا۔ اب لائبر فرشتے پر چپ پڑا ہوا تھا۔ اس کے
 دونوں بازو آٹھ پٹیس کی انگوٹھ کی طرح فرشتے پر پھنس اور سمٹ رہے تھے
 لیکن باقی جسم بالکل بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

پس اس پرستے پر سیرا بجھٹا ہوا ہے تھے بنانے کو ان تخت
 میں جو ہر اس آدمی کو داخل آگے کے چارواؤں سیکھ جاتے سیرا بجھٹ
 بنا دیتے ہیں۔ عمران نے عقارات بھرتے انعام میں کہا۔
 "کاش میں اپنے میرے داد میں آجائے تو۔" دوسرے صحن گھسی
 آواز سنائی دی۔

تو پھر میں بھی مٹی عمران کی جھکے نے سیرا بجھٹ ہی کہا۔ تنویر پوری
 کوشش کی کوشش کر رہا وہ دیکھ سکی دعوت کا ڈبہ تلاش کر رہا۔ عمران نے تنویر
 کی طرف مڑتے ہی ہمتے کہا۔ جو جھنگلی ملی کے سے اندام میں دیوار کے ساتھ
 کھڑا تھا۔ تنویر خود کو مارشل آڈٹ کا ماسٹر سمجھتا تھا۔ لیکن جب بھی وہ عمران

میں شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی امداد فی جیب سے نکال کاٹا
برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

”وہ وہ بیٹا، اچھا تو یہ سرخ ہاتھ تھے۔ جلاوٹو فیاض کے سینے پر
ایک اور تھلا لگا گیا۔ دیکھ دیکھنا تو یہ ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بندھی
ہوئی لگی ہوئی ہے یا یہ سب ہم دونوں کی طرح کتا سے ہی دیکھ بھید رہے
ہوئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھو! یہ دیکھ بیٹا۔“ اور ہمارے ہاں تو شادی کے وقت ہی ہاتھ
سرخ ہوتے ہیں۔ آگے پیچھے تو بس رنگے ہاتھوں پر سے جانے والا خدا
ہی کام آتا ہے۔ اور اب یہ عروسی نہیں کہ رنگے ہاتھوں کا مطلب سرخ
رنگ ہی ہو۔ نیلے۔ پینے پر آؤں۔ سیاہ مارے ہی رنگ ہو سکتے ہیں۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تو بیٹا فقیر نہیں رہا۔

عمران بھی مسکراتا ہوا ہلکے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں نشستیں ڈالنا
بڑا اضرار تھا۔ وہ اب سو پر فیاض کے سر پر ہاتھ پامنا تھا۔

”عمران صاحب۔ یہ شکرانہ آدمی ہے۔ لیسا نہ ہو کہ ٹھیک ہو کہ سو پر فیاض
کے ہاتھوں سے نکل جائے۔“ تھوڑے دیر کے بعد عمران نے
ہوئے کہا۔

”سو پر فیاض کے ہاتھوں سے بس ٹھوٹے ہی نکل جاتے ہیں جو ہم نہیں
نکل سکتے۔ سادے شہر کے ہنگو اس کے سو پر ہاتھوں میں پھر چڑھاتے
رہتے ہیں۔ مجال ہے کہ کوئی آج تک نکل سکا ہو۔“ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑے کھانے کے بعد وہ گھبرا گیا۔ چاہرے پر عمران

کوڑے جیسے دیکھتا تو اس کو خود بخود یہ احساس ہوجاتا کہ وہ عمران کے
مقابلے میں مطلقاً کمزور ہے۔ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ تھی کہ
ایسے موقعوں پر لاٹھوڑی طرہ پر اس کے چہرے پر مہر عورت ہی چھایا جاتی۔
”خود عمران کا حکم تھے ہی تیزی سے مڑا اور ایک کمرے میں داخل ہو
گیا۔ کوشی چوچہ خاصی بڑی اور اگلی تھاگ تھی اس نے شاید مشین گھول کی
آواز میں کسی نے دسٹی تھیں۔ یہ وہ ایک پائپ کے سارنوں کی آوازیں
سنائی دے تھیں۔ دوسری ایک شخص بند ہو چکی تھیں اور چہرہ ہندی کی
طرح زرد پڑ چکا تھا۔ دوسرے جوش ہو چکا تھا۔

عمران ہلے سے اٹھ اٹھ کر اڑا اور دیکھ رہا تھا لیکن کوشی میں
خاموشی طاری تھی۔

”یہ ڈپ ہے۔“ تھوڑی دیر بعد تھوڑے چمکیا ڈپ اٹھانے
کمرے سے نکل کر پوچھا۔

”ہاں ہری ہے۔ سادے فساد کی جڑ۔“ عمران نے سر ملائے
ہوئے کہا۔ اور ہاتھ دھساکر ایک دیوار کے ڈپ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

”اب اس کا کیا کرنا ہے۔“ تھوڑے بے جوش پڑے دوسرے
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس نے بے جوش ہو کر اپنی جان بچا لی ہے۔ اگر ہم میں سے کسی نے
بے جوش آدمی پر ہاتھ اٹھایا تو پھر جو نیاتے ہم دونوں کی بھی گناہی ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑے ہی بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران ڈپ اٹھائے ہوئے ایک طرف تھوڑے ہی ہوئی تھیں کہ روشن کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے ڈپ ایک طرف رکھا اور دوسرے سے جھک کر تھیں کی تلاش

کو اس کی مرضی کے بغیر چلانا اس کے بس میں نہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس معاملے میں ایک ٹو بھی بے بس ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

ختم شد

عراق سیریز

الشرق قاتلو



منظر کلیم